تقریر

تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (النحل:123)

یعنی ہم نے اُسے دنیا میں حَسَنَہ عطا کی اور آخرت میں وہ یقیناً صالحین میں سے ہوگا۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔سیرت "صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب"

محترم صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب 28دسمبر 1943ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پوتے، حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ اور حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے نواسے اور محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب و صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ کے بیٹے تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم کے مراحل تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ اور تعلیم الاسلام کالج سے مکمل کیے۔1968ء میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی۔

سامعین! آپ نے 30نومبر 1968ء کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں بطور ڈپٹی چیف میڈیکل آفیسر ایک واقفِ زندگی کی حیثیت سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔کچھ عرصہ یہاں کام کرنے کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے برطانیہ تشریف لے گئے۔حصول تعلیم کے لیے برطانیہ روانہ ہونے سے قبل آپ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؒ نے ازراہ شفقت اُس وقت اپنی اوڑھی ہوئی چادر آپ کو پہنادی اور بوقتِ رخصت دعاؤں اور بعض نصائح سے نوازا۔

آپ نے رائل کالج آف سرجنز ایڈنبرا میں ایف آر سی ایس (فیلوشپ آف رائل کالج آف سرجنز) کرنے کے لیے داخلہ لیا۔اس دوران کچھ عرصہ کے لیے ربوہ تشریف لائے اور پھر تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے کے واسطے واپس چلے گئے۔جنرل سرجری میں ایف آر سی ایس کی ڈگری مکمل کرنے کے بعد برطانیہ میں مختلف شہروں کے علاوہ High Wycombe میں بھی عملی تجربہ حاصل کرنے کی غرض سے ایک سال تک رُکے رہے اور دسمبر 1977ء میں ربوہ تشریف لے آئے۔اُن دنوں فضل عمر ہسپتال کے چیف میڈیکل آفیسر آپ کے والد محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب تھے۔اُن کی سربراہی میں آپ نے سرجری کا شعبہ سنبھالا اور 45 سال تک اسی شعبہ میں کامیابی کے ساتھ ایسی فقید المثال خدمات سرانجام دیں کہ ایک زمانہ آپ کا قائل ہوگیا۔آپ ہسپتال کے شعبہ سرجری کے سربراہ ہونے کے ساتھ ساتھ 1999ء سے انتظامیہ کمیٹی فضل عمر ہسپتال کے رُکن تھے اور ڈائریکٹر پروفیشنل سروسز کے فرائض بھی سرانجام دے رہے تھے۔ہسپتال کی ڈویلپمنٹ کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے جو بھی کمیٹیاں بنائی گئیں اُن کے آپ ممبر رہے۔بوقتِ وفات صدر کمیٹی بورڈ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پارہے تھے۔1983ء سے تاحیات آپ وقفِ جدید انجمن احمدیہ کے ممبر رہے۔بوقت وفات آپ وقف جدید کے سینئر ترین ممبر تھے اور مجلس مشاورت میں وقفِ جدید انجمن کے نمائندگان میں نمایاں نظر آتے تھے۔ آپ کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی مجلس عاملہ میں بطور مہتمم خدمتِ خلق اور مہتمم مجالس بیرون جبکہ مجلس انصاراللہ پاکستان کی مجلس عاملہ میں قائد ایثار کے طور پر خدمات کا موقع ملا۔

آپ کی شادی 14اپریل 1968ء کو محترمہ صاحبزادی امۃ الرقیب بیگم صاحبہ بنت مکرم صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب جو کہ حضرت مصلح موعودؓ کی نواسی اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی پوتی تھیں کے ساتھ عمل میں آئی۔آپ کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پڑھایا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا جن میں محترم مرزا بشیر الدین فخر احمد صاحب (ہالینڈ)، محترم مرزا محمود احمد صاحب (یوکے) اور ایک بیٹی محترمہ امۃ العلی زینوبیہ صاحبہ اہلیہ محترم مرزا محمود احمد صاحب (یوکے) شامل ہیں۔

آپ کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ

”رشتوں کو بہت نبھانے والے تھے۔ بہت خیال رکھنے والے تھے۔ ماں باپ، بہن بھائی، عزیز رشتہ داروں، میرے ماں باپ اور رشتہ داروں سب کے ساتھ مجھے نہیں یاد کہ کوئی موقع خوشی یا غمی کا کبھی چھوڑا ہو اور ذمہ داری اپنے اوپر لے لیتے تھے کبھی رشتوں کو نبھانے میں سستی نہیں دکھائی اور گھر کے جتنے بڑے بزرگ تھے اُن کے علاج کی بھی آپ کو توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بیگم کی جو آخری بیماری تھی اُس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا فون آیا کہ ڈاکٹر مبشر کو فوری بھجوائیں تو راتوں رات ہی یہ پیغام سُن کر نکل گئے اور اُن کی وفات تک پھر وہیں موجود رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مکرمہ آصفہ بیگم صاحبہ کی وفات پر فرمایا تھا کہ مبشر مجھے لفٹ کے قریب لینے آیا تو مَیں مبشر کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ اہلیہ کی وفات ہو گئی ہے کیونکہ یہ مجھے پتا ہے کہ ان کی طبیعت خراب ہوتی تو پھر مبشر ان کو کبھی اکیلا نہ چھوڑتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بیماری میں بھی آپ علاج کے لیے یوکے آجاتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی ایک جگہ اپنی بیماری کے دوران میں آپ کی خدمات کا ذکر فرمایا ہے۔“

سامعین! آپ بہت غریب پرور اور محبت و شفقت کرنے والی شخصیت تھے۔ غریب مریضوں کی مالی امداد خود کر دیتے حتیٰ کہ ہسپتال کی پرچی کے پیسے بھی خود ادا کرتے۔ بعض اوقات مہنگے آپریشنز کے اخراجات بھی خود اٹھا لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں بہت شفاء رکھی تھی۔ اسی وجہ سے پاکستان بھر کے دُور و نزدیک کے شہروں سے مریض آپ سے علاج کرانے کے لیے آتے اور شفایاب ہو کر واپس جاتے۔ آپ کا مریض کو دیکھنے اور علاج کرنے کا ایک خاص انداز تھا۔ تفصیلی چیک اپ کر کے اور ٹیسٹوں کو دیکھ کر آپریشن یا ادویات دینے کا فیصلہ کرتے۔ چنیوٹ اور ارد گرد کے علاقے سے بعض مخالفین بھی چھپ کر گھر آ کر علاج کروایا کرتے تھے اور بہت سارے غیر احمدی آپ کے مریض تھے۔ علاقے کے بے شمار لوگوں کا آپ نے علاج کیا اور اس کی وجہ سے ربوہ کا بھی، ہسپتال کا بھی علاقے میں بہت تعارف تھا۔

گھر میں کام کرنے والوں کو کبھی سخت الفاظ میں مخاطب نہیں کیا۔ غریب بچیوں کی شادیاں ذاتی خرچ پر کرائیں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ان کے سسرال جانے کے بعد بھی عیدوں اور خوشی کے مواقع پر ان کا خیال رکھا کرتے اور اگر بچیوں کا کوئی مسئلہ ہوتا تو اس کو بھی حل کرا دیتے۔

آپ کا دوسروں کو سمجھانے کا اپنا انداز تھا۔ آپ کے گھر اکثر مرض سے شفا پانے والوں اور دوسرے مختلف کاموں کے سلسلہ میں آنے والوں کا تانتہ بندھا رہتا آپ ان لوگوں سے ہمیشہ خوش دلی اور شفقت سے ملتے اور اُن کے مسائل حل کرتے۔ بعض دفعہ آپ کے گھر والے اگر شکایت کرتے تو آپ انہیں پیار سے سمجھاتے کہ غریبوں اور مسکینوں سے ہمیشہ شفقت کا سلوک رکھنا چاہیے۔ بعض طلبہ کی تعلیمی امداد جاری کر رکھی تھی اور بڑی کلاسوں کے طالب علموں کی فیسوں کی ادائیگی بھی خود کر دیتے۔ آپ ہمیشہ اس نیت سے بھی جیب میں پیسے رکھتے تا کہ کسی مستحق کی بروقت امداد کی جا سکے۔

آپ کو زمینداری کے معاملات کا خوب علم تھا۔ جب کبھی اپنی زمینوں پر جاتے تو فصلوں کا تفصیلی جائزہ لیتے اور موقع محل کی مناسبت سے ہدایات دیتے۔ اکثر زمیندار اچھی فصل حاصل کرنے کے لیے آپ سے راہنمائی لیا کرتے تھے۔ آپ کو پھولوں کا بہت شوق تھا۔ بیرون ممالک سے بیج منگواتے اور گھر کے سبزہ زار میں ان کی کاشت کرتے اور مختلف کامیاب تجربات کے ذریعہ اپنا مطلوبہ ہدف حاصل کرتے۔ ربوہ سمیت لاہور کی نرسریوں کو ان پھولوں کی پنیری اور پودے تحفہ کے طور پر دیتے۔ آپ کو فوٹو گرافی کا بھی بہت شوق تھا۔ آپ کے پاس خلفائے سلسلہ اور جماعت کی بہت سی اہم تاریخی اور نایاب تصاویر کا ذخیرہ موجود تھا۔

سامعین! آپ کی صفات آپ کے کردار سے عیاں ہوتی تھیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ آپ احمدیت کی تعلیمات کا چلتا پھرتا نمونہ تھے جن کے کردار سے ایک مخلص احمدی کے اوصاف جھلکتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی آخری بیماری میں دوائی پینے کے لیے جو چمچ استعمال کیا کرتے تھے وہ چمچہ چھوٹا سا چائے کا چمچ تھا۔ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ حضرت اُمّ ناصر کو یہ کہتے ہوئے دیا تھا کہ جو بیٹا ڈاکٹر بنے اس کو دے دینا تو وہ چمچ آپ کے والد ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو ملا اور اُس کے بعد وہ چمچ آپ کے پاس تھا۔ بعض دفعہ برکت کی خاطر ڈاکٹر مبشر صاحب اپنے مریضوں کو بھی اس سے دوائی پلا دیا کرتے تھے۔ آپ کو جماعت میں سب سے زیادہ سروس کرنے والے ڈاکٹر کا اعزاز حاصل ہے۔ جس زمانے میں آپ نے کام شروع کیا۔ اُس زمانے میں کوئی مددگار کمپاؤنڈر وغیرہ یا ہیلپر وغیرہ نہیں ہوتا تھا۔ خود ہی کنڈی لگانی ہوتی تھی، کھولنا ہوتا تھا، مریض کو بلانا ہوتا تھا، دیگر کام بھی خود کرنے ہوتے تھے۔ اکیلے ہی آپریشن تھیٹر کو بھی مینیج (manage) کرنا ہوتا تھا۔ انیستیزیا

(Anaesthesia) دینے والا کوئی نہیں تھا وہ کام بھی خود ہی کرنا پڑتا تھا۔ آپ نے آہستہ آہستہ سٹاف کو ٹریننگ دی۔ مریضوں کی اکثریت کامیاب علاج کے بعد ہسپتال سے رخصت ہوتی تھی۔

پیارے دوستو! مَیں بھی آپ کی سیرتِ حسنہ پر گواہ ہوں۔ ہم بہن بھائی آپ کو اپنا فیملی ڈاکٹر سمجھتے تھے۔ میرے ابا محترم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی صاحب مرحوم اور میری اہلیہ محترمہ زکیہ فردوس کومل صاحبہ کے کینسر مرض کا نہ صرف آپ نے علاج کیا بلکہ مسز کا تو آپریشن بھی آپ نے ہی کیا اور بقیہ علاج کے لئے اَنمول لاہور میں ریفر کرنے کے بعد نگرانی بھی کی اور گاہے بگاہے مسجدِ مبارک میں جب بھی ملتے علاج کا پوچھتے اور رہنمائی کرتے۔ آپ ابا محترم کے آپریشن کے حق میں نہ تھے لیکن تکلیف اِتنی زیادہ تھی کہ ہم نے لاہور سے آپریشن کروالیا۔ جب آپ کے علم میں لایا گیا تو مجھے مخاطب ہر کر کہنے لگے کہ گو بیاپسی میں کینسر کی علامات نظر نہیں آرہی تھیں لیکن میری انگلی مجھے کہتی تھی۔ There is something wrong۔ یہ آپ کی ذہانت، فراست اور زیرکی کی علامت تھی۔ آپ کو دینی علم بھی بہت تھا اور بات کو ٹھوس دلائل کے ساتھ پیش فرمایا کرتے۔ قادیان اور ربوہ کی متبرک جگہوں اور مقامات کا علم بھی بہت تھا۔ ایک دفعہ آپ نے ربوہ میں اوائل کی مسجد مبارک اور قصرِ خلافت اور ہسپتال کا ذکر مجھ سے اِس لئے کرنا شروع کر دیا کہ پہلی مسجد مبارک اور قصرِ خلافت کا کچھ حصہ ہمارے آبائی گھر "بیت الحبیب" میں آتا تھا اور قلم کاغذ لے کر نقشہ بنا کر دکھایا کہ فلاں گھر کہاں پہ اور فلاں کا کہاں پہ تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کہاں سے نماز پڑھانے کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ جیسا کہ اوپر سن آئے ہیں کہ آپ کو فوٹو گرافی کا بہت شوق تھا۔ ایک دفعہ آپ نے مجھے فرمایا تھا کہ مَیں آپ کو چند یادگار فوٹو دکھلاؤں گا جو نادر اور نایاب ہیں اور شاید ہی اور کسی کے پاس ہوں۔ مگر باوجود دو تین بار کی یاددہانیوں کے آپ اپنی مصروفیات کی وجہ سے اِس پر عمل نہ کر پائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ آمین

سامعین! پاکستان کے یہ معروف اور ماہر سرجن اور تقریباً نصف صدی تک فضل عمر ہسپتال ربوہ میں طبی خدمات اور خدمتِ انسانیت بجالانے والے واقف زندگی محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب مورخہ 29 مئی 2023ء بروز سوموار علی الصبح ایک بجے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 79 برس تھی۔ آپ کچھ عرصہ سے جگر اور گردوں میں کینسر کے موذی مرض میں مبتلا تھے۔ آپ 14، اپریل 2023ء تک فضل عمر ہسپتال میں طبی خدمات بجالاتے رہے۔ 15 اپریل کو کمزوری اور طبیعت خراب ہونے کے باعث ہسپتال لے جایا گیا، جہاں مختلف ٹیسٹوں کے بعد کینسر کی تشخیص ہوئی۔ یہ کینسر ایسی قسم سے تعلق رکھتا تھا جو زیادہ پھیلنے والا اور جس کا علاج مشکل ہوتا ہے۔ آپ کے کئی ٹیسٹ کیے گئے اور ادویات دی جاتی رہیں۔ آپ کو خون کی منتقلی کے لیے مورخہ 11 مئی کو طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں داخل کرایا گیا لیکن طبیعت دن بدن خراب ہوتی گئی اور سنبھل نہ سکی۔ آپ کی صحت کو بحال کرنے کے لیے جملہ انسانی کوششیں کی گئیں لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور آپ اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے۔ آپ کو آخر وقت تک اللہ تعالیٰ پر توکل رہا اور زیرِلب دعائیں کرتے رہے۔

آپ کی نماز جنازہ اسی دن شام چھ بجے احاطہ بہشتی مقبرہ دارالفضل میں ادا کی گئی۔ آپ کو بہشتی مقبرہ کی اندرونی چار دیواری میں آپ کی والدہ محترمہ صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ کے بالکل ساتھ دائیں طرف سپردِ خاک کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں آپ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"خلفاء کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا۔ ایک تو یہ بھی تھا کہ اب تک جتنی بھی خلافتیں آئی ہیں ان کے ساتھ رشتہ داری کا بھی تعلق تھا دوسرا ادب اور احترام کا بھی بہت زیادہ تعلق تھا اور بچوں کو بھی اسی کا کہتے رہتے تھے اور خود بھی عمل کر کے دکھایا۔

میرے سے چھ سات سال بڑے تھے لیکن خلافت کے بعد ہمیشہ ادب اور احترام مَیں نے دیکھا ہے بلکہ اس سے پہلے بھی جب مَیں ناظر اعلیٰ تھا تو بہت ادب اور احترام والا ان کا رویہ ہوتا تھا...... ان کی خصوصیات خدمات اور مریضوں کے جذبات کے اتنے خطوط ہیں کہ میرے لیے وہ بیان کرنا تو ممکن نہیں۔ خلافت سے بھی غیر معمولی وفا کا تعلق تھا جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ ان سے بے انتہا مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ عطا فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2 جون 2023ء)

واہمہ ہر شخص کو ہوتا تھا، ہیں اس پر فدا
خوش مزاجی زندگی بھر وصف اک ان کا رہا
ڈاکٹر مرزا مبشر، نام سے واقف تھے سب
نصف سے زائد صدی خدمت کا تھا جو سلسلہ

کام تھا فضلِ عمر میں روز و شب، صبح و مسا
خدمتِ خلق ان کا شیوہ تھا بنا، سب نے کہا
سرجری میں تھا تخصّص ان کا، ہر شعبے میں
پر فائدہ اُن سے اٹھاتے تھے جو لیتے مشورہ
خوبصورت خندہ چہرہ، نرم خُو دھیما مزاج
جو ملا ان سے ہمیشہ ان کا گرویدہ رہا
خاندانی تھی وجاہت، مسکراہٹ مستزاد
سیکھنے والوں کو ملتا خوب اُن سے حوصلہ
علم کی تکمیل کر کے، تجربہ حاصل کیا
کامیابی کی ضمانت، ساتھ ان کے تھی دُعا
اپنے والد کی دعاؤں سے ہوئے وہ کامیاب
وقف کر کے ساتھ ان کے کام کا موقع ملا
پھر نبھایا وقف اپنا آخری سانسوں تلک
اور خلافت کی دعا کا سائباں سر پر رہا
لوٹ کر تیری طرف آیا ہے وہ مولیٰ کریم
اے خدا!تُو کر رِدائے مغفرت اُن کو عطا
اُن کے استقبال کو آئیں فرشتے خُلد میں
آخری دم تک ترے بندوں کا جو خادم رہا

(ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔لندن)

(کمپوزڈبائی:عائشہ چوہدری۔جرمنی)